بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

پچھلے دنوں مارچ کی ۲۰ اور ۲۱ کو جمعیۃ علمائے ہند کی کونسل کا دہلی میں اجلاس ہوا اور اس نے ملک کے حالات کا جائزہ لیکر یہ فیصلہ کیا کہ اب آئندہ جمعیۃ سیاسیات میں براہ راست حصہ نہیں لے گی اور جہاں تک جمعیۃ کے آرگنائزیشن کا تعلق ہے اس کی تمام سرگرمیاں مسلمانوں کے تمدنی۔ مذہبی اور تعلیمی و اقتصادی معاملات و حقوق کی اصلاح اور ان کے تحفظ تک محدود رہینگی" ممکن ہے بعض عجلت پسند مسلمانوں کو اس سے یک گونہ بددلی ہو لیکن اگر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ دانشمندان روزگار کا مشہور مقولہ " در کما دار ذلک الزمان " کے مطابق یہی فیصلہ حق بجانب ہے اور یہی ہونا بھی چاہئے تھا۔

گذشتہ بارہ پندرہ برس میں مسلمانوں کی جولادینی اور غیر فطری وغیر عقلی سیاست رہی ہے اس کے المناک نتائج ہر شخص کے سامنے ہیں۔ اگر اس سیاست کا خلاصہ چند لفظوں میں بیان کیا جاسکے تو کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں نے "جان دے دی لاکھ سمجھاتے رہے"

اس قدر عظیم تباہی و بربادی کے باوجود اب بھی بعض لوگ ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہندوستان تقسیم نہ ہوتا تو مسلمانوں پر یہ آفت پھر بھی آتی اور اس وقت ان کے لئے سر چھپانے کو کوئی بھی جگہ نہ ہوتی" گذارش یہ ہے کہ ہندوستان کے تقسیم نہ ہونے کی حالت میں جو تباہی آتی وہ تو صرف محتمل اور غیر یقینی ہی ہے ممکن ہے کہ آتی اور اس سے کم ہوتی یا سرے سے آتی ہی نہیں لیکن تقسیم کی وجہ سے جو تباہی آئی ہے وہ تو ہر ایک کے سامنے ہے۔ دوپہر کے سورج کی طرح ایک بالکل واضح حقیقت ہے۔ کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ تقسیم کا مطالبہ کرنیوالے کہتے تھے اور بڑے بلند بانگ دعاوی سے کہتے تھے کہ ہندوستان کے فرقہ وارانہ مسئلہ کا واحد حل بھی ہے کہ دو مملکتیں بنجائیں ایک خود مختار مسلمان ریاست ہو، اور دوسری خود مختار

ہندو ریاست" ایک میں مسلمان اپنے کلچر اور اپنے مذہبی صوابدید کے مطابق جو چاہیں کریں اور دوسری ریاست میں ہندوؤں کو بھی ایسا ہی کرنے کا حق ہو... لیکن تقسیم کے ایک ماہ بعد ہی صاف ظاہر ہو گیا کہ یہ جو کچھ کہا گیا تھا سراسر جھوٹ اور فریب تھا اور واقعہ یہ ہے کہ اسلام کی پوری تاریخ میں مسلمانوں نے کبھی اتنی عظیم غلطی نہیں کی جتنی کہ اس لادینی سیاست و قیادت کی تائید کر کے کی ہے، ایک عربی شاعر نے بالکل سچ کہا ہے۔

اذا کان الغراب دلیل قوم سیھدیھم طریق الھالکینا

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اسلام کے "سب سے بڑے محافظ" کچھ تو جان بچا کر ہندوستان سے فرار ہو گئے ہیں اور جو باقی ہیں ان کا حال یہ ہے کہ وہ دم بخود ہیں۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ناشدنی باتیں شدنی ہو رہی ہیں اور وہ دم نہیں مار سکتے اور احتجاج میں کوئی آواز بلند نہیں کر سکتے۔ گھروں میں دبکے ہوئے جان و مال کی اور عزت و آبرو کی خیر منا رہے ہیں اور بس' ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک ہزار سال کی تاریخ پر پانی پھر رہا ہے اور ان لوگوں میں یہ جرأت نہیں ہے کہ کوئی جنبش بھی کر سکیں اور یہ جرأت ہو بھی تو کیونکر! یہ جو کچھ ہو رہا ہے ان کی اپنی سیاست کا طبعی اور لازمی نتیجہ ہے۔ ان کی طلب کے مطابق جب پاکستان بن گیا تو وہاں جو چاہیں کریں۔ اب یہاں ان کو کسی مطالبہ کا حق ہی کیا رہا ہے؟ یہ تو ہے ہندوستان کے مسلمانوں کی پوزیشن! اب رہی یہ بات کہ "تقسیم کے باعث مسلمانوں کو سر چھپانے کی جگہ تو مل گئی! تو اس کی جو حقیقت ہے وہ پاکستان کے موجودہ حالات پر نظر ڈالنے سے واضح ہو سکتی ہے۔ وہاں لاکھوں مسلمان ہیں جو "ازیں سو رانده وزاں سو درمانده" کے مطابق خانماں خراب پھر رہے ہیں۔ پاکستان کے پناہ گزینوں کے وزیر کے بیان کے مطابق گورنمنٹ اب تک پناہ گزینوں پر دو کروڑ روپیہ سے زائد خرچ کر چکی ہے لیکن اس کے باوجود عالم یہ ہے کہ پناہ گزین "ضاقت علیھم الارض بما رحبت" کا مکمل مصداق ہیں یہاں اپنا سب کچھ چھوڑ کر وہاں گئے۔ اور وہاں سر چھپانے تک کے لئے اُن کے پاس کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور یہ تو وہ حالات ہیں جو اب پیش آ رہے ہیں۔ آئندہ وہاں جو کچھ ہونے والا ہے اُس کا علم خدا کو ہی ہے۔ بہر حال آثار اچھے نہیں ہیں اور کوئی

نہیں کہہ سکتا کہ اس ملت بیضا کا خود اس کی بد اعمالیوں اور پیہم غلط کاریوں کے باعث کس درجہ عبرت انگیز اور المناک انجام ہونے والا ہے۔

پھر یہاں تو مسلمانوں کا جو حشر ہوا وہ تو ہوا ہی! کہا جاتا تھا کہ پاکستان میں اسلام کی حکومت ہوگی۔ قرآن کا قانون نافذ ہوگا۔ اسلامی کلچر اور مسلمانوں کی زبان پھلے پھولیگی اور مسلمان اپنے مذہبی آئین کے مطابق زندگی بسر کرینگے۔ کہنے والے کہتے تھے اور سمجھاتے تھے کہ ان میں سے کچھ بھی نہ ہوگا۔ یہ سب ایک سیاسی چال ہے۔ اسلام اور قرآن کو اغراض کا آلۂ کار بنایا جا رہا ہے۔ جہاں پہلے سے مسلمانوں کی حکومت قائم ہے وہیں کیا ہو رہا ہے جو اس نئی مملکت میں ہوگا۔ کیونکہ بقول ذوق مرحوم کے ....

"جو دل قمار خانہ میں بت سے لگا چکے ÷ وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے"

لیکن مسلمان نہ مانے۔ انھوں نے جناح اور لیاقت علی خاں کو اسلام کا محافظ، قرآن کا محافظ، اور مسلمانوں کا سب سے بڑا کہا اور ان کے مقابلہ میں حسین احمد مدنی۔ کفایت اللہ۔ ابوالکلام آزاد کو غدار۔ ملت فروش۔ اور ہندوؤں کے زرخرید غلام کے لقب سے پکارا۔ قدرت کے انصاف سے یہ بالکل بعید تھا کہ وہ ایک قوم کی اتنی عظیم الشان غلطی اور گمراہی کو اس کی سزا دیئے بغیر یوں ہی نظر انداز کر دیتی۔ کل تک جو فریب تھا وہ آج ایک حقیقت بن کر سامنے آگیا ہے اور اب کسی کی مجال نہیں کہ اس سے انکار کر سکے۔ آج اسلام کا اور قرآن کا وہ کونسا قانون ہے جس کی بے حرمتی مسلمانوں کی اس مملکت میں علی الاعلان نہیں ہو رہی ہے۔ شراب خواری، زناکاری۔ رشوت ستانی۔ ظلم وجور۔ عیاشی و فحاشی۔ مغرب زدگی وغیرہ وہ کونسا اخلاقی اور مذہبی گناہ ہے وہاں جس کی بازار گرم نہیں ہے۔ اب کوئی بتائے کہ کیا سانپ کے نکل جانے کے بعد لکیر پیٹنا ؛ دنیا میں پہنچنے کی یہی باتیں ہیں ؛ مسلمانوں کا ہمیشہ سے شعار رہا ہے۔ تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی کو پہلے شہید ہونے دیا گیا۔ اور پھر اس کا ماتم تمام عالم اسلام میں ہوا۔ جگر گوشۂ رسول کو پہلے بے کسی و کس مپرسی کے عالم میں جام شہادت پینے کے لئے تنہا چھوڑا گیا۔ پھر ساری دنیا آج تک یزید پر لعنت بھیجتی ہے۔ آخری خلیفہ

بغداد مستعصم باللہ ابن علقمی کے ہاتھوں میں کٹ پتلی بنا کھیلتا رہا۔ لیکن جب تاتاریوں نے خلافت بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تو بغداد کے در و دیوار پر مسلمانوں نے لکھا "لعن اللہ من لا یلعن ابن العلقمی" عبداللہ نے فریڈرک کے ہاتھوں اندلس کا بیعنامہ کر دیا تو آج تاریخ کا ہر طالب علم اس کو ملامت کر رہا ہے جعفر و صادق نے بنگال و دکن کی مسلمان ریاستوں پر تباہی و بربادی کی مہر لگا دی تو آج بچہ بچہ کی زبان پر ہے۔

جعفر از بنگال و صادق از دکن ... ننگ ملت، ننگ دیں، ننگ وطن

بس اسی طرح آج مسلمانوں پر جو بربادی آئی ہے۔ کوئی شبہ نہیں کہ تاریخ کی عدالت اس پر جب محاکمہ کرے گی تو وہ مسلمانوں کی گذشتہ دس بارہ سال کی سیاست کے قائدین کو نہایت برے الفاظ میں یاد کریگی۔ اور آئندہ نسلیں ان لوگوں کو کبھی کسی اچھے لقب سے یاد نہ کر سکیں گے۔

گذشتہ سیاست کا سب سے زیادہ تاریک اور اللہ کے نزدیک انتہائی مبغوض پہلو یہ ہے کہ اسلام اور قرآن جیسی مقدس چیزوں کے نام پر ایسے لوگوں کے لئے ووٹ مانگے گئے جن کو سیرت و اعمال کے لحاظ سے اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ ان لوگوں کی حمایت میں حاملین شریعت پر تبرا پڑھا گیا۔ ان کو سب و شتم کیا گیا اور ان پر دنیا جہاں کی غلاظت اُچھالی گئی۔ سونے کو تانبہ اور تانبہ کو سونا بتایا گیا۔ دن کو رات۔ اور رات کو دن کے لقب سے پکارا گیا۔ اور یہ سب کچھ اغراض فاسدہ کی خاطر کتاب الٰہی کا نام لیکر ہوا۔ بقول حضرت حافظ شیرازی کے یہ آسان ہے کہ ایک شخص شراب پئے۔ رندی اور بدمستی کرے۔ لیکن اگر وہ قرآن کو دام تزویر بناتا ہے تو پھر اس کے جرم کا کوئی حد و حساب ہی نہیں ہے۔ پاکستان سے اگر تھوڑا بہت فائدہ پہنچ سکتا تھا تو پنجاب سندھ، اور سرحد کے مسلمانوں کو پہنچ سکتا تھا۔ یوپی۔ بہار۔ بمبئی۔ مدراس اور سی پی وغیرہ کے مسلمانوں کے لئے تو اس میں کوئی منفعت ہو ہی نہیں سکتی تھی اس کے باوجود ان کا پاکستان کی حمایت میں سرگرم ہونا۔ اور یہاں کے حقوق سے صرف نظر کر لینا۔ "برائے شگون اپنی ناک کٹا لینا" یا خودکشی کر لینا نہیں تھا تو اور کیا تھا۔ جو قوم عقل و خرد کے تمام تقاضوں سے اندھی ہو کر خود اپنی موت کو دعوت دے وہ قدرت کے قانونِ مکافات کی گرفت سے کیونکر بچ سکتی ہے۔ بدقسمتی سے مسلمان حکومتِ خود اختیاری "یا مسلم اسٹیٹ" کے پُر فریب لفظ سے اتنے مسحور ہوئے کہ انھوں نے ہر واضح حقیقت کو جھٹلانے میں ذرا تامل نہیں کیا۔ حالانکہ ان کو سمجھنا چاہئے تھا کہ محض حکومت کوئی چیز نہیں ہے، یہ ایک طاقت اور قوت ہے جو مفید بھی ہو سکتی ہے اور مضر بھی۔ طاقت اگر کسی عیاش طبع اور آوارہ مزاج نوجوان کے جسم میں ہوگی تو وہ اُس کا غلط

غلط استعمال کر کے خود اپنے آپ کو ہلاک کریگا۔ اور اپنی اولاد میں بھی بیماری کے جراثیم چھوڑ جائے گا اور یہ ہی طاقت اگر صالح جسم میں ہوگی تو وہ اس کا صحیح استعمال کر کے اس سے مفید کام انجام دیگا "مسجد تو شب بھر میں بن بنا کر تیار ہو گئی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ من کا پرانا پاپی کتنے عرصے میں نمازی بنتا ہے" جہاں تک جمعیۃ علماء ہند کے سیاسی مسلک کا تعلق ہے۔ ہر شخص کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جمعیۃ شروع سے اب تک برابر متحدہ قومیت کی زبردست حامی رہی۔ اور اس کی تمام سیاست اسی ایک محور پر گردش کرتی رہی ہے۔ اسی بنا پر وہ تقسیم ہند کی شدید مخالف تھی اپنے مخصوص نظریہ کے ماتحت جمعیت نے تیس سال تک مسلمانوں کی رہنمائی کی، اگرچہ گذشتہ دس برسوں میں مسلمانوں کی اکثریت نے اس کی بات نہیں مانی لیکن واقعات وحقائق نے بالکل واضح طور پر ثابت کردیا گیا ہے کہ پالیسی دراصل جمعیت کی ہی ٹھیک اور درست تھی اور یہ حقیقت ہے کہ اگر آج ہند کے مسلمان اپنے برادران وطن سے مساوات وبرابری کے سلوک کا مطالبہ کرسکتے ہیں تو محض جمعیۃ کے پچھلے کارناموں کی ہی وجہ سے کرسکتے ہیں اور آج ان کے مصائب وآفات ہیں اگر کوئی انجمن موثر اور مفید کام کرسکتی اور کر رہی ہے تو وہ صرف یہ ہی ایک جماعت ہے اور یہی وہ ایک جماعت ہے جس کی وجہ سے کانگرس اور حکومت سے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ انصاف کریگی" اگر یہ جماعت نہ ہوتی تو کون بتاسکتا ہے کہ آج ہند میں مسلمانوں کا کیا مقام ہوتا" متحدہ قومیت کی قائل ہونے کے باوجود۔ اب جبکہ دو مملکتیں بن گئی ہیں جمعیۃ نے پاکستان کی اپنی شاخوں سے تعلق منقطع کرلیا ہے اور ان کو ہدایت کی ہے کہ وہ پاکستان کے پر امن اور وفادار شہری کی حیثیت سے اسلام کے جمہوری اصول اور تعلیمات کی روشنی میں وہاں کے لوگوں کی خدمت کریں اور اپنے لئے ایک الگ اور جداگانہ لائحہ عمل بنائیں۔ رہا ہندوستان کا معاملہ! تو یہاں اب جمعیۃ کوئی براہ راست سیاسی کام نہیں کریگی کیونکہ مخلوط انتخاب کے رائج ہوجانے کے بعد اب کسی فرقہ وار جماعت کیلئے خواہ وہ اپنے نظام فکر وعمل کے اعتبار سے کیسی ہی جمہوری اور ہمہ گیر ہو۔ سیاسی کام کرنے کی گنجائش ہی نہیں رہی ہے۔ اب جمعیۃ کا کام مسلمانوں کے تمدنی۔ مذہبی، تعلیمی اور اقتصادی معاملات کی اصلاح تک محدود رہیگا اور درحقیقت یہ ہی اصلی کام ہیں جن کو بہت پہلے سے کرنا چاہئے تھا۔ یہ کام کیا کیا ہیں اور ان کو کس طرح کرنا چاہئے اس پر ہم آئندہ اپنے خیالات کا اظہار کریں گے سطور بالا میں مسلمانوں کی گذشتہ سیاسی غلطیوں کی نسبت ہم نے جو کچھ لکھا ہے۔ حاشا وکلا اس سے مقصد کسی پر حملہ کرنا۔ یا کسی کی دلآزاری کرنا ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ وقت ابتلائے عام کا اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور مواسات کا ہے۔ نہ کہ ملامت کرنے اور بُرا بھلا کہنے کا مصیبت سب پر ہی آکر پڑی ہے اور نہ صرف مسلمانوں پر بلکہ ہندوؤں اور سکھوں پر بھی اور "وعند الشدائد تذهب الاحقاد" بلکہ مقصد ان باتوں کے ذکر سے یہ ہے کہ جمعیۃ کی رہنمائی میں آگے بڑھنے اور اپنے مستقبل کی فکر کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی گذشتہ غلطیوں کا ایک مرتبہ پوری وسعت قلب ونظر سے جائزہ لے لیں اور آئندہ کے سفر میں اس کا خیال رکھیں کہ پھر اس کا اعادہ نہ ہو ہر حال ماضی کا نتیجہ ہوتا ہے اور ہر حال سے مستقبل پیدا ہوتا ہے ماضی کی غلط اندیشیوں نے یہ حال بد دکھایا اگر ہم اس کو اس وقت

ہر حال میں تدبیر کو کام میں لائیں اور عزم و ہمت کے ساتھ آگے بڑھیں تو امید ہے ملک کا مستقبل خوش گوار ہوگا!